# حضرت مولانا قاری شریف احمدؒ اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

قاری تنویر احمد شریفی، کراچی

میرے جد امجد حضرت الاستاذ مولانا قاری شریف احمد نور اللہ مرقدہٗ کی پیدائش ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء کی ہے، جب کہ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کی پیدائش ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ/ ۱۲۸ اپریل ۱۹۰۸ء کی ہے۔ ان دونوں بزرگوں میں چھ سال کی چھوٹ بڑائی ہے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے مدرسہ امینیہ دہلی، دارالعلوم دیو بند اور مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی میں تعلیمی مراحل گزارے، جب کہ حضرت بنوریؒ نے دارالعلوم دیو بند میں تعلیم حاصل کی، حضرت بنوریؒ اور حضرت قاری صاحبؒ نے دورۂ حدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سے کیا۔ حضرت بنوریؒ کی فراغت شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ رجنوری ۱۹۲۹ء کی ہے، جب کہ حضرت قاری صاحبؒ کی فراغت شعبان المعظم ۱۳۵۷ھ/ اکتوبر ۱۹۳۸ء کی ہے۔ فضلائے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں حضرت بنوریؒ کا نمبر پہلا اور حضرت قاری صاحبؒ کا چار سو ستتر واں نمبر ہے۔ دونوں بزرگوں کے اساتذۂ کرام میں بعض مشترک ہیں، مثلاً: افضل المفسرین حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن امروہویؒ، حضرت مولانا سید سراج احمد رشیدی عرف باباؒ۔ ان دونوں بزرگوں میں آپس میں بڑی محبت اور تعلق تھا۔ حضرت قاری صاحبؒ یہ واقعات بتلایا کرتے تھے، یہاں میں انہیں قلم بند کر رہا ہوں:

۱......حضرت قاری صاحبؒ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں بیتے ہوئے زمانۂ طالب علمی کی یادداشت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ میرے استاذ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے میری تجوید دیکھتے ہوئے حکم فرمایا تھا کہ جہری نمازیں پڑھایا کروں، حضرت بنوریؒ جو اس زمانے میں فیض الباری کی اشاعت کے سلسلے میں باہر جاتے رہتے تھے، لیکن جب ڈابھیل تشریف لاتے تو ان میں اور مجھ میں نماز پڑھانے کا مسابقہ ہوتا تھا، کبھی مصلے پر جانے کے لئے وہ سبقت لے جاتے اور کبھی میں۔

حضرت بنوریؒ کے شیخ اول اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا شفیع الدین نگینویؒ تھے، جن سے آپ کو خلافت بھی ملی، شیخ نے حکم دیا تھا کہ ہندوستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ یا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے رابطہ رکھیں، چنانچہ حضرت بنوریؒ حضرت مدنیؒ کے فیض صحبت سے مستفید ہوتے رہے، ساتھ ہی

حضرت تھانویؒ سے بھی تعلق رہا، حضرت تھانویؒ نے مجاز صحبت بھی بنایا مولانا قاری کرنل (ر) فیوض الرحمٰن مدظلہ نے حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مدنیؒ کی طرف سے بھی آپ کو اجازتِ بیعت حاصل تھی۔ (مشاہیر علماءِ دیوبند، ص: ۶۳۸، طبع اول)

حضرت قاری صاحبؒ کے شیخ اول حضرت مدنیؒ تھے، اور شیخ ثانی حضرت مدنیؒ کے خلیفۂ مجاز اور تلمیذ ارشد حضرت مولانا سید حامد میاںؒ تھے، حضرت مدنیؒ سے اسی تعلق کی بنا پر حضرت بنوریؒ اور حضرت قاری صاحبؒ دونوں میں تعلقِ محبت فطری تھی۔

۲......۱۹۶۹ء میں حضرت شیخ الاسلامؒ کے علمی جانشین مرشدی ومولائی حضرت اقدس مولانا السید ارشد مدنی اطال اللہ عمرہٗ حجاز سے ہندوستان تشریف لے جاتے ہوئے چند گھنٹوں کے لئے کراچی بھی آئے۔ حضرت مرشد مدنی مدظلہم نے حضرت بنوریؒ کو فون کیا کہ حضرت قاری صاحبؒ کو بھی اطلاع کردی جائے، لیکن اس وقت ملاقات نہیں ہوسکی، حضرت مرشد مدنی مدظلہم اپنے ایک مکتوب میں حضرت قاری صاحبؒ کو اسکی تفصیل تحریر فرماتے ہیں:

''محترمی ومکرمی زیدت معالیکم ............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بہ خیر ہوں، راقم الحروف حجاز مقدس سے واپسی میں چند گھنٹوں کے لئے کراچی اترا، شہر میں بھی گیا، ہوائی اڈے پر اتر کر سب سے پہلا کام یہی ہوا کہ مولانا یوسف صاحب بنوری کو فون کیا اور عرض کیا کہ مولانا اکمل صاحب اور آپ کو اطلاع فرمادیں، تھوڑی دیر کے بعد مولانا بنوری صاحب تشریف لے آئے، معلوم ہوا کہ دونوں حضرات کے پاس آدمی بھیج دیا ہے، مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ آپ کے اسم گرامی کے بعد ''خطیب'' نہ لگا سکا، چنانچہ مولانا اکمل صاحب سے تو شرفِ ملاقات حاصل نہ ہوسکا، البتہ قاری شریف صاحب تھانوی تشریف لے آئے، آپ دونوں حضرات سے ملاقات نہ ہوسکنے کا بہت زیادہ صدمہ ہے، بلکہ درحقیقت کراچی میں ٹھہرنے کی خوشی ختم ہوگئی، یہی چیز باعثِ سکون ہوئی کہ اس میں بھی کوئی مصلحت مضمر ہوگی، ممکن ہے یہ کشش پھر دیار مقدس میں کھینچ لے جائے، اور اس ہی مقدس جگہ میں ہم لوگ پھر ان شاء اللہ باہم دگر ملاقات کریں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز......''۔

حضرت قاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس واقعے کے بعد حضرت بنوریؒ نے معمول بنالیا تھا کہ حضرت مدنیؒ کے صاحب زادگان میں سے کوئی بھی تشریف لاتے اور حضرت بنوریؒ کو اس کی اطلاع ہوجاتی تو فوراً حضرت قاری صاحبؒ کو مطلع فرماتے۔

۳......۱۵/ جولائی ۱۹۶۹ء میں جانشینِ حضرت شیخ الاسلامؒ فدائے ملت حضرت مرشدی مولانا سید اسعد مدنی نوراللہ مرقدہ نے پاکستان کا طویل دورہ فرمایا، اس موقع پر حضرت مرشدیؒ کراچی بھی تشریف لائے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے اپنے مخدوم زادےؒ کو جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی میں

دعوت دی، حضرت فدائے ملتؒ جامع مسجد سٹی اسٹیشن تشریف لائے، حضرت بنوریؒ بھی ساتھ تھے، حضرت قاری صاحبؒ نے دعوت میں اس کا اہتمام فرمایا تھا کہ دہلی مسلم ہوٹل سے شیر مال پکوائے، اور پانچ دس منٹ کے وقفے سے وہ آتے رہتے تھے، تنور سے نکلتے ہی ایک آدمی سائیکل پر لے کر مسجد سٹی اسٹیشن آتا رہتا، یہ جگہ مسجد سے ڈیڑھ کیلومیٹر دور ہے، حضرت فدائے ملتؒ کو اللہ تعالیٰ نے پابندئ وقت کی صفتِ عالیہ سے بھی نوازا تھا، دسترخوان لگنے کے بعد پانچ دس منٹ کھانا لگنے میں دیر ہوئی تو فرمانے لگے: بھئی! دیر کس بات کی ہے؟ حضرت بنوریؒ نے حضرت قاری صاحبؒ کی نیابت کرتے ہوئے فرمایا: مولانا! تھوڑی دیر اور، آج آپ ایسا کھانا کھائیں گے کہ پہلے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا ہوگا۔

۴......حضرت قاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ حضرت بنوریؒ سے جب حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوتی تو ہم دونوں میں یہ طے ہو جاتا کہ جہری نمازوں میں جو پہلے میزابِ رحمت کے سامنے نماز کے لئے بیٹھ جائے وہ دوسرے کے لئے جگہ رکھے، چنانچہ حضرت بنوریؒ اگر پہلے پہنچ جاتے تو حضرت قاری صاحبؒ کے لئے اپنے برابر جگہ رکھتے اور اگر حضرت قاری صاحبؒ پہنچ جاتے تو حضرت بنوریؒ کے لئے اپنے برابر جگہ رکھتے۔

۵......حضرت قاری صاحبؒ اکثر جمعہ کے دن عصر کی نماز میں بنوری ٹاؤن مسجد تشریف لے جاتے تھے، حضرت بنوریؒ عصر کے بعد مسجد سے متصل قبلہ رخ پر باغ میں تشریف فرما ہوتے تھے، وہیں ملاقات فرماتے تھے۔ راقم الحروف کو یاد ہے کہ حضرت قاری صاحبؒ نے میرے سر پر حضرت بنوریؒ سے وہیں دست شفقت پھروایا تھا۔ حضرت بنوریؒ کی میں نے کئی مرتبہ زیارت کی، بڑے وجیہ تھے، اللہ تعالیٰ نے حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت بھی عطا فرمائی تھی۔

۶......حضرت قاری صاحبؒ نے پاکستان بننے کے بعد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی قدس سرہ کے تلمیذ رشید اور مجاہد ریشمی رومال تحریک حضرت مولانا محمد صادق سندھیؒ (کھڈا، کراچی) کے حکم پر ۱۹۵۱ء میں ''دائمی نقشۂ اوقات نماز وسحر وافطار'' کراچی کے لئے مرتب فرمایا تھا، اسی زمانے میں خان بہادر حاجی وجیہ الدین میرٹھی مرحوم کا نقشہ بھی موجود تھا، دونوں نقشوں کے اوقات ایک دو منٹ کے اندر درست تھے، دونوں نقشوں پر ہر مکتب فکر کے اہل علم کا اتفاق تھا، حضرت بنوریؒ کو بھی حضرت قاری صاحبؒ کے نقشے پر اعتماد تھا ۱۹۶۹ء میں کراچی کے ایک بزرگ نے ان نقشوں بلکہ اب تک شائع ہونے والے وہ تمام نقشے جو عالم اسلام کے اوقاتِ نماز کے تھے سب پر عدم اطمینان فرمایا اور ان میں صبح صادق اور وقت عشاء کو یک سر غلط اور فحش قرار دیا، ان کی اس نئی تحقیق پر وقت کے اکابر نے اعتماد کرلیا، جن میں حضرت بنوریؒ بھی شامل تھے، ان بزرگوں نے فیصلہ یہ کیا کہ قدیم نقشوں (حضرت قاری صاحبؒ اور حاجی وجیہ الدینؒ کے نقشے) کے مطابق سحری بند کردی جائے، اور فجر کی اذان نئی تحقیق کے مطابق دی جائے، اکابر کے اس فیصلے سے عوام ذہنی الجھن کا شکار ہوگئی، بعض مساجد میں فجر کی دو دو اذانیں ہوئیں، لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ سحری کا وقت اذان فجر تک ہے وہ کھاتے رہتے تھے اور روزے خراب ہوتے رہے، کئی سال تک یہ سلسلہ

چلا۔ حضرت قاری صاحبؒ نے اکابر کے اس فیصلے کے بعد اپنا نقشہ شائع کرنا بند کردیا تھا، حضرت قاری صاحبؒ نے جناب پروفیسر عبداللطیف مدظلہم کو تیار کیا کہ وہ علمائے کرام کو صبح صادق کا مشاہدہ کرائیں، انہوں نے اس کا اہتمام کیا اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ (جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن) کے اساتذہ کرام: حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شاہد مدظلہ وغیرہ اور دارالعلوم شرافی گوٹھ کراچی کے علماء: حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہما کو مشاہدات کرائے، جس کے نتیجے میں یہ طے ہوگیا کہ قدیم نقشے ہی حسابی اور مشاہداتی اعتبار سے قابل اعتماد ہیں۔

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ان بزرگ کی تحقیق سے رجوع فرمایا تھا، اس کے بعد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے رجوع فرمالیا تھا اور حاجی صاحبؒ اور حضرت قاری صاحبؒ کے نقشے کو درست قرار دیا تھا۔ حوالے کے لئے دیکھئے: ''صبح صادق وصبح کاذب''مؤلفہ: جناب پروفیسر عبداللطیف مدظلہم،ص:۷،۸)

حضرت بنوریؒ کی وفات (۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۷ھ/۱۷اکتوبر ۱۹۷۷ء) کے بعد بھی حضرت قاری صاحبؒ کو بنوری ٹاؤن کے جامعہ علوم اسلامیہ سے قلبی تعلق رہا، مدرسہ کے اربابِ اختیار بھی اپنے اکابر کے قدیم تعلق کو خاطر میں لاتے تھے۔ حضرت بنوریؒ کی وفات کے بعد مہتمم جامعہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمانیؒ کی قیادت میں ایک وفد، جس میں حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ، مولانا سید محمد بنوریؒ شامل تھے، حضرت قاری صاحبؒ کے پاس جامع مسجد سٹی اسٹیشن میں مغرب کی نماز میں تشریف لائے، وہ میرا تعلیمی زمانہ تھا اور مغرب کے بعد حضرت قاری صاحبؒ پڑھاتے تھے، اس دن ہماری پڑھائی کی چھٹی ہوگئی۔ طالب علم فطرتاً ایسی چھٹی کو بڑی نعمت سمجھتا ہے، چنانچہ ہمارے لئے یہ بڑی خوشی کا دن تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ اکابر جامعہ کے معاملے میں مشورے کے لئے تشریف لائے تھے، ان اکابر کے چہروں سے میں شناسا تھا، اس لئے کہ حضرت قاری صاحبؒ جب کہیں تشریف لے جاتے تو راقم الحروف کو بھی ساتھ لے جاتے، اس سے فائدہ یہ ہوا کہ اکابر اور بزرگان دیوبند کی عظمت دل میں گھر کرتی چلی گئی۔ حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء کو کراچی میں ہوئی، ایک سو سال عمر پائی - **رحمهم الله تعالیٰ رحمةً واسعةً**۔ ان دونوں بزرگوں نے جو علمی اور روحانی خدمات انجام دیں، اللہ تعالیٰ انہیں قائم رکھے اور ہمیں مزید استفادے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیشہ اپنے اکابر کے نقشِ قدم پر رہیں اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ انہیں کی فکر پر موت دے۔ آمین!

نوٹ: حضرت بنوریؒ کے تفصیلی حالات کے لئے ماہنامہ بینات کراچی کا ''حضرت بنوریؒ نمبر'' اور حضرت قاری صاحبؒ کے حالات کے لئے ''ندائے صفہ کا قاری شریف احمدؒ نمبر'' اور عن قریب آنے والی کتاب ''تذکرة الشریف'' مطالعہ فرمائیے۔